بسم اللہ الرحمن الرحیم

صد ستایش آفرین کی کہ جسکے بیان مین قافیہ سخن تنگ ہی اور عقل کنہ رس تنگ اور نعت
بیت دیوان نبوت کی کہ جسکی پیروی وسیلہ وصل شاہ بیتا ہی اور ذریعہ خروج مکارہ دنیا و
حسیب الدین تو نے یہ کیا کہا اسکو کون نہین جانتا بس تکلفات ظاہری سے باز آ مان جس
مین دلی سے میرٹھ آیا اور عنایت فرما کرم گستر جناب مولوی عبد الوہاب صاحب انسپکٹر کے باعث
کوتوالی مین تھانہ گاڑا تو تفرقہ باطن نے ایسا ستایا کہ جسکا بیان نہین کر سکتا ایک روز عالم پریشانی
مین رسالہ قافیہ مولانا جامی قدس سرہ السامی اور بدائع الصنائع عطاء اللہ عطامی بن محمود الحسینی شاہ
مولانا ممدوح دیکھ رہا تھا رفع پریشانی کا سبب سمجھکر چاہا کہ مین بھی اس فن مین ایک رسالہ
مگر عقل نے اسپر اکتفا کیا وفتاً ایک جگہ سے معیار الاشعار نصیر الدین طوسی اور روضۃ القوافی
ہاتھ آگئی تائید غیبی سمجھکر جسقدر مطالب ضروری سمجھے سب مین سے انتخاب کرکے یہ رسالہ لکھا اور
کنز القوافی کا نام گنج شایگان رکھا اب سخن فہم مختار ہین اسکو گنج بے رنج سمجھین یا مال قا
ایک قسم کے قافیہ کا نام ہی
و شہر یارانہ نسبت طبیعت صرف قول کی بیکار **قطعہ** جب کہا قافیہ کا احوال ا
ہوا یہ دل گویا تھا ہوش پہ مین نے تاریخ کے حیلے سے کہا بس دل قافیہ پیما ہوش
جاننا چاہئے کہ قافیہ عرف شعراء عجم مین اس مجموع سے مراد ہی کہ جسکی تکرار آخر بیت یا ابیات مین واجب

ماقبل مکسور کو کہتے ہیں بشرطیکہ بیش از روی بلا واسطہ متحرک ہو اور جس قافیہ میں ردف ہی اسکو
مردف بسکون را مہملہ کہتے ہیں اور یہ دو طرح پر ہی ایک یہ کہ کوئی حرف واسطہ ہو جیسا کہ الف جہان
و زبان کا اور واو جنون و خون کا اور یے چنین و چنین کی اس الف اور واو اور یا کو ردف اصلی
کہتے ہیں مثال الف کی ؎ خسرو فرماندہ کشورستان ٭ شاہ ابوالفتح بدیع الزمان ٭ مثال واو کی
؎ سنگ را از نالہای زار دل پر خون کنم ٭ ور دل آن شوخ نامد رحم آیا چون کنم ٭ مثال یے کی
؎ چون بہ گلگشت چمن آن نازنین آید برون ٭ بہر پابوسش ریاحین از زمین آید برون ٭ اور ایک
یہ کہ روی و ردف میں حرف ساکن واسطہ ہو جیسا کہ یافت و تافت و دوست و پوست و ریخت و گریخت
میں جسوقت حرف ساکن واسطہ ہو الف اور واو اور یے کو ردف اصلی اور اس ساکن کو ردف زائد
کہتے ہیں اور قوافی میں تکرار ردف مطلقا واجب ہی اور حروف ردف زائد چھ ہیں جیسا کہ کہتے
ہیں ؎ ردف زائد شش بود ای ذو فنون ٭ خا و را و سین و شین و فا و نون ٭ جیسا کہ ساخت
و باخت آرد و کارد راست و کاست و داشت و کاشت و تافت و یافت و راند و ماند علی ہذا القیاس
اور واو اور یا دو قسم کی ہیں معروف و مجہول معروف وہ ہی کہ جسکے ماقبل کا ضمہ یا کسرہ اشباع سے
سا تھ متلفظ ہو جیسے دور و تیر میں اور مجہول وہ ہی کہ جسکے ماقبل کے ضمہ یا کسرہ کو اشباع سے
نہ پڑھیں جیسے شور و شیر میں احسن بلکہ واجب یہ ہی کہ معروف و مجہول کو ایک شعر میں جمع
نکریں جیسا کہ کمال اسمعیل نے کیا ؎ با دل گفتم تو یاری ای دل زنگی ٭ کز من دور سے
بیا ر من نزدیکی ٭ دل گفت کہ با دہان و زلفش عمریست ٭ تا می سازم بہ تنگی و تاریکی ٭ اور کبھی
یای مجہول کو کلمات عربیہ سے جنمین امالہ کیا گیا ہی اور اصل میں الف تھا جمع کرتے ہیں جیسا
کہ وحید الدین انوری نے کیا ہی ؎ تا ماہ روم از من رخ در حجیب وارد ٭ فی وعدہ خوابم
وار من ہول تنکیب دارد ٭ مولانا عطاء الدین محمود الحسنی کہتے ہیں کہ واو معروف و مجہول کو
اکثر شعرا متقدمین نے ایک شعر میں باندھا ہی مگر حضرت اوستادی مخدومی خجستہ فرجامی
مدظلہ العالی نے مطلق فرمایا ہی کہ احسن بلکہ واجب ہی کہ ایک شعر میں جمع نکریں حالانکہ خود کیا ؎ من تنہا
خواہم این خوبان شہر آشوب را ٭ کیست در شہر انکہ خواہان نیست روی خوب را ٭ غالبا مطلق غلط
نہیں اور آپ نے جو سلسلۃ الذہب میں یا معروف و مجہول کو جمع کیا ہی سلسلۃ الذہب ؎

امی فرو رفتہ ورچہ کار ریز ۞ زاب آن غلہ گشتہ فالیز ۞ اور کمال اسمعیل نے جو لفظ نیکی و نزدیکی کو ایک جگہ
جمع کیا اسپر اعتراض فرمایا مجکو اسکی وجہ معلوم نہین اور دریافت کرنے شرم آئی ایک روز اپنے آدمی کو
بھیجکر پچھوا بھیجا فرمایا پالیز مین یار معروف ہی اور یار مجہول غلط عام اب سمجھنا چاہئے کہ حرکت ماقبل
الف ردف مین تغیر نہین اور حرف حوان و نہان مین کہ فتحہ ماقبل الف کلمہ اول کا بو می ضمہ و فتحہ ہی
اور کلمہ آخر مین نہین معتبر نہین ہی لیکن اگر تمام اشعار مین رعایت کرین تو مستحسن ہی اور صاحب
معیار الاشعار ردف زائد کو جبکہ وہ روی کے ساتھہ جمع ہو داخل روی کرتا ہی اور کہتا ہی
کہ عرف شعراء عجم مین مجموع کا نام روی مضاعف ہی اور ردف لغت مین اُس چیز کو کہتے ہین
کہ وہ کسی چیز کے پیچھے ہو چونکہ حروف قافیہ مین اول نظر روی پر جاتی ہی کیونکہ وہ اصل ہی
نسبت باقی حرفون کے اسلئے ردف کو کہ تلفظ مین اُسکے ماقبل اور ملاحظہ مین مابعد ہی
ردف کہتے ہین قید حرف ساکن غیر ردف کو کہتے ہین جو پیش از روی بلا واسطہ واقع
ہو جیساکہ حرف نون جنگ و آہنگ مین ہی ظہیر فاریابی ؎ چو زہرہ وقت صبوح از افق
بساز و چنگ ۞ زمانہ تیز کند نالۂ مرا آہنگ ۞ اور حروف قید عربی مین بہت ہین اور
پارسی مین مولوی جامی قدس اللہ سرہ السامی کے نزدیک دس ہین چنانچہ فرماتے ہین ؎
گر حروف قید را گیرند یاد ۞ نیست در لفظ عجم از دہ زیاد ۞ با و خا و را و زا و سین و شین ۞ غین و فا و
نون و ہا باشد یقین ۞ جیساکہ ابر و صبر و تخت و بخت زرد و درد و رزم و بزم و ست و بست گشت
و دشت نغز و مغز سفت و گفت بند و پند چہر و مہر اور بعض کے نزدیک بارہ ہین چنانچہ ایک شاعر کا
قطعہ ہی ؎ حرف قید اندر زبان پارسی ۞ دہ و دو بالا ست بشنو ای فتا ۞ با و خا و را و
زا و سین و شین ۞ غین و فا و نون و واو ہا و یا ۞ جوش ہوش بیک کیک اور بعض کے
نزدیک لام بھی حرف قید ہی چنانچہ لفظ تلخ و بلخ سے ظاہر ہی اور لفظ قید کی رعایت
عربی ہو یا فارسی واجب ہی اختلاف کسیطرح جائز نہین جیساکہ صاحب گلشن راز نے
کہا ہی ؎ ہمہ دانند کین کس در ہمہ عمر ۞ نکردہ ہیچ قصد گفتن شعر ۞ اور ضرورت
پڑتی ہی تو اوستاد عیب چھپانے کے واسطے رعایت قریب مخرج کی کیا کرتی ہین جیسا
کہ شیخ مصلح الدین سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین ؎ چہ مصر و چہ شام و چہ بر و چہ بحر ۞

ہمہ روستا ہید شیراز شہرہٴ اور فردوسی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین ؎ بنام خداوند تنزیل وحی ٭
خداوند امر و خداوند نہی ٭ اور صاحب معیار الاشعار قید کو داخل ردف کرتے ہین اور ردف
عرف شعراء عجم مین اُس حرف ساکن کو کہتے ہین کہ ماقبل حرف روی واقع ہو بے واسطہ خواہ مدہ ہو
خواہ غیر مدہ اور قید لغت مین بند کو کہتے ہین چونکہ تغیر حرف قید روا نہین اور اُسکی تکرار قوافی
مین لازم ہی پس گویا یہ حرف بند قافیہ ہی اسی سبب سے تشبیہاً اسکا نام قید رکھا گیا تاسیس
وہ الف ہی کہ جس الف کے اور روی کے درمیان مین ایک حرف متحرک واسطہ ہو جیسے
فا و شین موافق و عاشق اور واو یاور و خاور مین اور قافیہ موسسہ وہ ہین جنمین اس الف کی
رعایت کرین جسطرح کمال اسمعیل نے ایک قصیدہ مین کی ہی جسکا مطلع یہ ہی ؎ ای اگر
لاف مہر زنی از دل کہ عاشق ست ٭ طوطی لک از زبان تو با دل موافق ست ٭ شعراء عجم خلاف
فصحای عرب تاسیس کی رعایت واجب نہین سمجھتے بلکہ مستحسن جانتے ہین اور حاصل کا قافیہ
دل کو کرتے ہین اور تاسیس لغت مین بنیاد رکھتی ہی چونکہ قافیہ کی بنیاد اس حرف سے ہی
اور جو حرف اس سے پہلے ہی وہ قافیہ مین داخل نہین اس سبب سے اسکو تاسیس
کہتے ہین دخیل اُس حرف متحرک کو کہتے ہین کہ دو ساکن یعنے تاسیس و روی کے
درمیان مین واقع ہو جیسا کہ شین و فا لفظ عاشق و موافق مین اور واو یاور و خاور مین جمہور
شعرا مین رعایت تکرار دخیل کی لازم نہین حامل کے ساتھ واصل کا قافیہ کر دیتے
ہین لیکن اگر رعایت کرین تو مستحسن ہی اور دخیل لغت مین دخل کنندہ یعنی بیچ مین
آنے والے کو کہتے ہین اور اس حرف کو اسلئے دخیل کہتے ہین کہ تاسیس و روی کے
درمیان مین کہ حرف اصلی قافیہ کے ہین آتا ہی اور جو لوگ رعایت تکرار تاسیس کی
قوافی مین مانند روی واجب جانتے ہین وہ دخیل کو حائل کہتے ہین کیونکہ ایسے
دو حرفون مین حائل ہی کہ جنکی تکرار واجب ہی اور اسکی واجب نہین فائدہ
تاسیس و دخیل و ردف و قید وہ حرف ہین کہ پیش از روی آتے ہین اور وصل و خروج
و مزید و نائرہ بعد روی کے آتے ہین چنانچہ انکا ذکر کیا جاتا ہی وصل وہ حرف ہی کہ جسکو
روی سے ملحق کرتے ہین اور روی اُسکے سبب سے متحرک ہو جاتی ہی جیسا کہ میم

اس بیت مین سے من بوی تو ہوا دار نسیم سحرم ٭ گو ز بوی تو خبر دار دہن مجمرم ٭ اور وصل کبھی مشہور الترکیب ہوتا ہی جیسا کہ میم دارم و کارم کا سے رفت آن شوخ و خراب ست ز ہجران کارم ٭ طاقتم طاق شد از خلق چہ پنہان دارم ٭ اور کبھی غیر مشہور الترکیب جیسا کہ ہے لالہ و پیالہ کی سے اگر دارم بکف جامی زند در چرخ چون لالہ ٭ بود مے خون دل در وی جگر پر کالہ بر کالہ ٭ اور حرف وصل بحکم استقراء ازدہ بین سے وہ بود وصل پارسی گو را ٭ الف و دال و تاف و کاف و نا و یا ٭ حرف جمع و اضافت و مصدر ٭ حرف تصغیر و رابط ست و گر ٭ جیسا کہ الف نگارا اور یارا اور دال کند و زند کا غبارک و دلالک کا اور ہے کردہ و شمردہ اور یا ہستی و مستی کی اور الف و نون جمع خوبان و مہوشان اور میم مضاف الیہ ہم و برم و نون گفتن و سوختن کا اور ہے پانچہ و رانچہ کی اور حرف رابطہ طوست و جاوست کا مگر وصل کی رعایت قافیہ مین واجب ہی اور سمجھنا چاہیے کہ روی سے کسی حرف کے ملنے کے یہ معنی ہین کہ وہ حرف اپنی ما بعد سے ملکر کلمہ علیحدہ یا بمنزلہ علیحدہ کی نہو کہ اگر علیحدہ یا بمنزلہ علیحدہ کے ہوگا تو وصل نہوگا ردیف ہوگی جیسا کہ اس بیت مین سے ہرچند فقیر و بینوا ہستم ٭ درویش غنی ز اغنیا ہستم صاحب معیار الاشعار نے آخر تحقیق حرف خروج مین کہا ہی کہ جب حرف وصل متحرک ہوجاے اولی یہ ہی کہ اسکو ردیف کے حساب مین شمار کرین علی الاطلاق محل تامل ہی کیونکہ اس بیت مشہور مین لازم آتا ہی کہ میم و شین ردیف ہوگا سے آنکہ در دیدہ خود مردم جان ساختمش ٭ قدر نشناخت و چو اشک از نظر انداختمش ٭ یہ امر خلاف متعارف ہی ہان جسوقت علیحدہ کلمہ ہو یا بمنزلہ علیحدہ کے ہو ردیف ہوجاتی ہی اور وصل لغت مین ملنے کو کہتے ہین چونکہ یہ حرف روی سے ملا وصل نام رکھا گیا خروج وہ حرف ہی کہ جو وصل سے ملے جیسا کہ میم اس شعر کا سے ما ہمچلیسان کوی یاریم ٭ ما سوختگان خام کاریم ٭ رعایت خروج کی واجب ہی اور صاحب معیار الاشعار نے لکھا ہی کہ یوسف عروضی کہ تمہید قواعد عروض و قوافی فارسی مین خلیل بن احمد ثانی ہی اُسنے حروف قوافی فارسی مین خروج کا ذکر نہین کیا الا یہ کہا ہی کہ اولی و انسب یہ ہی کہ جو حرف روی و وصل کے بعد آئے اُسکو ردیف کے شمار مین سمجھین حالانکہ یہ بات خلاف متعارف ہی کیونکہ مشہور یہ ہی کہ جو کچھ بعد روی کے مذکور ہوتا وقتیکہ کلمہ علیحدہ نہین ہی یا جو کچھ بمنزلہ علیحدہ کے نہین ردیف نہین اور خروج لغت مین باہر آنے کو کہتے ہین شمس قیس نے کہا کہ اس حرف کو اسلئے

خروج کہتے ہین کہ اشباع اسکے سبب حرف وصل سے تجاوز کر جاتا ہی اور باہر آتا ہی اور یہ یہی
ہوسکتا ہی کہ یہ حرف قوافی اشعار مین کنارہ پر واقع ہوا ہی پس گویا یہ حرف قافیہ کے دریا سے
باہر نکل آیا ہی مزید اسکو زائد بھی کہتے ہین یہ وہ حرف ہی کہ خروج سے ملے جیسا کہ شین اس
بیت اور رباعی مین سے علی عینیہ علین اللہ چشمان سیاہش ❊ چیم مژگان بنان آساجیہ مردم
نگارهستیش رباعی این دل کہ بزلف دلبرے بستیمش ❊ ہر چند گسست باز پیوستیمش ❊ القصہ ز بس
بہانے او افگندیم ❊ چون شیشہ بدست خویش بشکستیمش ❊ تکرار مزید کی رعایت واجب ہی اور مزید
یعنے لغت مین زیادہ کیا ہوا ہی اور اس حرف کو مزید اس سبب سے کہا کہ خروج کہ آخر حروف قوافی
عرب کا ہی اوسپر زیادہ کیا گیا ہی نائرہ وہ حرف ہی کہ مزید سے ملحق ہو اور وہ خواہ ایک ہو مانند
شین کے اس بیت مین سے دل کہ بدست تو سپرد یمش ❊ بازدہ ای جان کہ بہ غم کشتمش ❊ خواہ زیادہ
ہو جیسا کہ میم و شین اس بیت مین سے آن سہ کہ چشم مهر دیدیمش ❊ از جملہ نکوان گزیدیمش ❊ نائرہ کے
تکرار واجب ہی اور نائرہ کو نائر بھی کہتے ہین اور معنی نائرہ اور نائر کے گریزندہ مین چونکہ یہ حرف کنارہ
حروف قافیہ پر ہی گویا کہ اون حرفون مین سے بھاگ کر کنارہ کش ہوا ہی بیان حرکات قافیہ
حرکات قافیہ چھہ ہین رس و اشباع و حذو توجیہ است بازمجری و بعد از وست نفاذ رس حرکت
ماقبل تاسیس کو کہتے ہین اور ظاہر ہی کہ وہ فتح ہی جیسا کہ اس رباعی مین رباعی جانم ز دل من
ست بروبت مایل ❊ ہر گز نبود مهر تو از دل زایل ❊ خورشید رخ تو خوبتر می بینم ❊ حالانکہ شدہ غبار
خطت حایل ❊ اور تا وقتیکہ تاسیس قافیہ مین مکرر آئے گی حرکت رس بھی مقرر آئے گی اور اگر کوئی
شخص تاسیس کو حروف قافیہ مین سے نجانے گا تو رس کو بھی حرکات قافیہ مین سے نہ مانے گا
اور رس لغت مین شروع کرنے کو کہتے ہین چونکہ شروع حرکات قافیہ بلکہ ابتدائے قافیہ اس حرکت سے
ہی اسواسطے اسکا نام رس رکھا اشباع حرکت دخیل کو کہتے ہین مطلقا جیسا کہ حرکت یے کی
رباعی مذکور مین اور یہ کسرہ ہی اور فتحہ بھی ہوتا ہی چنانچہ ظہیر فاریابی کہتا ہی سے بگذشت
ماہ روزہ بخیر و مبارکی ❊ پر کن قدح زبادہ گلرنگ راوکی ❊ اور ضمہ بھی آتا ہی جیسا کہ اس بیت مین
سے ای کشت مرا نرگس شوخت بتغافل ❊ زلف تو گرفت ست ز مهر تو تطاول ❊ بہتر ہی کہ تعمیم
کرین اور کہین کہ اشباع عبارت حرکت دخیل سے ہی جسمین حرف وصل ہو جیسا کہ بابلی و زابلی

اسکی وجہ تحقیق توجیہ مین بیان کیجائیگی اور حرکت دخیل کا اختلاف جہان وصل نہو جائز نہین اور
جہان ہو جائز ہی جیسا کہ سعدی شیرازی نے اس بیت مین کہا ہے ای پادشاہ وقت چو وقتت
فرا رسد ؛ تو نیز با گدای محلت برابری ؛ مردی کمان مہر کہ نتیجہ بست وزور کتف ؛ با نفس اگر برآئی دانم
کہ شاطری ؛ مخفی نہ رہے کہ یہ بھی عیوب قافیہ مین سے ہی اور اشباع لغت مین سیر ہونے کو کہتے
ہین چونکہ دخیل حیثیت قرب روی کے لیے ردف و قید کے برابر ہی اور انکا ہونا اپنی اپنی جگہ لازم یعنے
نہونا جائز نہین اور دخیل کا ہونا بجائے خود لازم نہین ہی بلکہ اسکا تغیر بلا ضرورت بھی جائز ہی پس گویا
اس حرکت نے اسکو سیر و مستغنی کر دیا اس سبب سے اس حرکت کا نام اشباع رکھا حذو حرکت
ماقبل ردف و قید کو کہتے ہین جیسا کہ حرکت ماقبل الف کی بار و قرار مین ہے چشمہا سازم روان از
چشمہای اشکبار ؛ تا غم بر کنار چشمہ گیرد قرار ؛ یا جیسے حرکت ماقبل ہے کی اس رباعی مین عطا
رباعی در لرزہ شد از صعوبت سرما مہر ؛ نیلوفر شد رخ بتان گلچہر ؛ بر چرخ پدید از کواکب کانہا ؛
بیچارہ چند بست درین طاس سپہر ؛ تکرار حذو قوافی مین واجب ہی مگر جسوقت کہ روی حرف وصل کے
سبب سے متحرک ہو جائے کیونکہ ایسی مین اکثر شعرا نے اختلاف حذو حرکت ماقبل قید مین جائز رکھا ہی
مولانا کمال اسمعیل ہے گر سوز دلم یک نفس آہستہ شود ؛ از دود دلم راہ نفس بستہ شود ؛ در دیدہ ازان
آب ہمی گردانم ؛ تا ہر چہ نہ نقش گست آن شستہ شود ؛ بات یہ ہی کہ یہ اختلاف علی الاطلاق
جائز نہین بلکہ اسوقت جائز ہی کہ قید ردف سے نہ بدلے کہ اگر وہ بدلے گی تو جائز نہوگا مثال اس
بیت مین ظاہر ہی ہے دلا گر بہر خواہی رہ بدیر سے ؛ کہ نبود در جہان بیچ دیر بہر سے ؛ جہان را در طلب
کردم بسر سے ؛ نبود الا بہ کنج دیر بہر سے ؛ اور اختلاف حذو کا حکم بطریق معروف و مجہول بحث روی
مین گذرا اتکرار کی حاجت نہین اور حذو لغت مین کسی چیز کے برابر کرنا اور کسی چیز کو کسی چیز سے
برابر کرنا ہی چونکہ لزوم مین حرکت ماقبل ردف حرکت ماقبل تاسیس کے برابر ہوتی ہی حذو نام
رکھا اسیطرح حرکت ماقبل قید کی جو لزوم مین اکثر مواضع حرکت ماقبل تاسیس کے برابر ہی
اسکو بھی حذو کہتے ہین **توجیہ** حرکت ماقبل روی ساکن کو کہتے ہین جیسا کہ فتحہ ماقبل نون
کا اس مطلع مین ہے ما را ز خاک کویش پیراہنست بر تن ؛ وان ہم ز آب دیدہ صد چاک
تا بدامن ؛ اور اگر روی حرف وصل کے سبب سے متحرک ہوگی اور اسکے ماقبل کی حرکت

مختلف تو اسکو توجیہ نہین کہینگے جیسا کہ ان ابیات مین خاقانی چشمۂ خضر ساز لب از لب جام کوثری ؛؛ کز ظلمات بحر جست آئینۂ سکندری ؛؛ گر ز حجاز کعبہ را رخصت آمدن بود ؛؛ در حرم خدایگان کعبہ کند مجاوری ؛؛ پور سبکتگین توئی دولت ایاز خدمتت ؛؛ بندہ بدور دولتت رشک روان عنصری ؛؛ ع نیامد در ایام او بد دلے ؛؛ نگویم کہ خار ے گر گلی ؛؛ ظاہر ہی کہ اس صورت مین تعریف توجیہ و اشباع مین فرق معلوم نہین ہوتا بہتر ہی کہ تعریف اشباع کی تخصیص کرین اور کہین کہ اشباع حرکت دخیل ہی قوافی حروف موصولہ مین جیسا کہ بابلی زابلی ساقیش باقیش بسکون یا اور توجیہ کو تخصیص کرین اور کہین کہ توجیہ حرکت ماقبل روی ساکن ہی جیسا کہ ضمہ ماقبل لام کا گل و مل مین اور کسرہ ماقبل کا ساقی و باقی مین اور فتحہ ماقبل و عاش تناش کا تا کہ دونون تعریفین صحیح ہو جائین اس کلام کا موید قول شمس قیس صاحب حدائق العجم کا ہی جیسا کہ اُسنے آخر بیان اشباع مین کہا ہی کہ حرکت دخیل کو قوافی موصولہ مین اشباع اور قوافی مقیدہ مین توجیہ کہین اور توجیہ کی رعایت قافیہ مین واجب ہی کسی طرح اختلاف جائز نہین مولانا عطائی لکھا ہی کہ یہ جو حضرت مخدوم مولانا جامی قدس سرہ نے فرمایا ہی کہ توجیہ حرکت ماقبل روی ساکن ہی لازم نہین کہ مختلف ہو مگر جبکہ روی حرف وصل کی جہت سے متحرک ہو جاے جیسا کہ انوری کے قصیدہ مین ہی جسکا یہ مطلع ہی ع ای مسلمانان فغان از دور چرخ چنبری ؛؛ وز نفاق تیر و قصد ماہ و سیر مشتری ؛؛ انہین سامری و عنصری کو بھی قافیہ کیا ہی کلام انکا بظاہر خالی از اشتباہ نہین کیونکہ توجیہ حرکت ماقبل روی ساکن ہی جسوقت روی متحرک ہوگی اُسکے ماقبل کی حرکت مختلف ہو جانے کی اُسوقت وہ خود توجیہ نہین رہنے کی یا آنکہ توجیہ ہی مگر مختلف ہو گئی پس اس کلام کا موید ہی حدائق البلاغت مین قول شمس الدین فقیر کا کہ اختلاف توجیہ جائز نہین اور اگر روی حرف وصل کے سبب سے متحرک ہو گئی تو اختلاف ماقبل کی حرکت کا جائز ہی زیادہ تر خیال یہ ہی کہ معیار الاشعار نصیر الدین طوسی و حدائق العجم شمس قیس مین صریح لکھا ہی کہ جب روی متحرک ہو تو جائز ہی کہ توجیہ مختلف ہو جائے مگر مراد یہی ہوگی کہ جب روی متحرک ہو تو حرکت ماقبل روی لازم ہی کہ مختلف ہو جائے کہ یہ بالاتفاق صحیح ہی ان توجیہ لغت مین منھہ پھرانے کو کہتے ہین چونکہ یہ حرکت روی ساکن کے منھہ کو ماقبل کے جانب پھراتی ہی اور تلفظ مین

اُسکو اپنا تابع کرتی ہی توجیہ نام رکھا مجری حرکت روی جیسا کہ کسرہ تے کا اس بیت مین سے
من ای زاہد از آن ورزم طریق کی پرستی را ﴿ کہ شکوہ آتش ہستی خس و خاشاک ہستی را ﴿ اسکی تکرار
بھی قافیہ مین واجب ہی اور مجری لغت مین چلنے کی جگہہ کو کہتے ہین چونکہ یہ حرکت بمشابہ مجری ہی کیونکہ
صوت تا وقتیکہ اس سے نہین گذرتی حرف وصل تک نہین پہونچتی پس بسبیل تشبیہ مجری نام رکھا نفاذ
حرکت وصل خصوصیت کہ وہ خروج سے ملے جیسا کہ ے کی حرکت ان ابیات مین مولوی جامی سے
ای ہمہ سنگ لاخ غم افگنم ﴿ وز ہمہ سنگ ستم شیشہ دل بشکنم ﴿ مولانا عطائی سے ای دہر آئین ستم گر زنم
[illegible] فلکی بیکسی و ناتوانم ﴿ اور لازم نہین کہ شعر فارسی مین حرف وصل متحرک ہی ہے چنانچہ
[illegible] مین سے تا عاشق روی نیکو [illegible] دیوانہ شکل [illegible] ﴿ اور حرکت خروج و مزید کو بھی نفاذ
کہتے ہین جیسا کہ میم و شین کی حرکت اس بیت مین شمس قیس سے تا کی بخون دیدہ و دل ہر یکم شان
از رہ برون روند و مرہ آورم شان ﴿ اور اگر نائرہ متحرک ہو اور یہ کم ہی کہ اسکی بھی حرکت کو نفاذ کہین
مانند حرکت میم [illegible] سپردمش و بہر [illegible] سے این دل کہ بست تو سپردمش ﴿ ای جان بہ رہ اکنون
کہ بہر [illegible] مش ﴿ تکرار نفاذ مطلقا قوافی مین واجب ہی اور نفاذ لغت مین حکم کا جاری ہونا ہی چونکہ حرکت
ان حروف کی باعث اسکا ہی کہ جو ساکن کہ انکے بعد آئے وہ تلفظ مین انکا تابع ہو جائے پس گویا حرکت
نفاذ انکا حکم ہی اسی سبب سے اسکا نام نفاذ رکھا بیان انواع و اوصاف روی و القاب
قافیہ باعتبار اوصاف روی روی کی دو قسمین ہین روی مقید و روی مطلق روی مقید وہ ہی
کہ ساکن ہو اور حرف وصل اُس سے نملے جیسا کہ ہنر و ز کار بار مین اور مقید لغت مین قیدی کو
کہتے ہین چونکہ روی ساکن تلفظ مین اپنے ماقبل سے وابستہ ہی اس سبب سے اسکو مقید کہا اور
روی مطلق وہ ہی کہ جس سے حرف وصل ملے جیسا کہ کارم بارم اطلاق کے معنے لغت مین قید سے
چھوڑ دینا ہی پس جب حرف وصل روی سے ملیگا تو غالب ہی کہ روی متحرک ہو جائے گی اور تلفظ مین مقید
ماقبل سے رہائی پائے گی گویا اب قید سے رہا ہو گی اس مناسبت سے اسکو مطلق کہا [illegible]
انواع روی کی طرف متوجہ ہوا روی مقید و روی مطلق اگر کسی حرف قافیہ کے ساتھ جمع ہون [illegible]
کہتے ہین اور اگر یون تو جیسا حرف ہو گا اُس سے منسوب کرینگے مثلا روی مقید کو کلمہ تن مین مقید مجرد کہتے
ہین اور کلمہ جان مین مقید بردف مفرد واحد کلمہ کرداشت مین مقید بردف مرکب اور کلمہ صبر مین مقید بحرف قید اور

روی مطلق کو کلمہ تم مین مطلق مجرد کہتے ہین اور کلمہ جانم ہین مطلق بحروف مفرد علی ہذا القیاس اور باعتبار
اوصاف انواع روی القاب قافیہ کتابون مین بیس لکھتے ہین لیکن حساب کی رو سے تیس معلوم ہوتے ہیں
چھہ لقب باعتبار اوصاف روی مقید ہین ایک مقید مجرد مانند گل و مل ایک مقید بتاسیس متحد مانند
عاقل و کامل ایک مقید بتاسیس و دخیل مانند حاصل و واصل کسی کتاب مین ان دونون لفظون اور آگے القاب
کہ باعتبار اوصاف روی مطلق ہین یعنی مطلق بتاسیس تنہا و مطلق بتاسیس و دخیل سے کوئی متعرض نہین ہوا
شاید یہ وجہ ہوگی کہ تاسیس و دخیل کی رعایت جمہور کے نزدیک واجب نہین گویا یہ حکم عدم رکھتے ہین چوتھے مقید
بحروف مفرد مانند کار و بار پانچوین مقید بحروف مرکب مانند ریخت و گریخت چھٹے مقید بحرف قید مانند درد
و مرد اور چوبیس لقب باعتبار اوصاف روی مطلق ہین اول مطلق مجرد مانند شبی و تقی دوسرے
مطلق بتاسیس تنہا مانند صابرم شاکرم تیسرے مطلق بتاسیس و دخیل مانند مائلی و حائلی
چوتھے مطلق بحروف مفرد مانند یارم و غمخوارم پانچوین مطلق بحروف مرکب مانند یافتم شتافتم چھٹے
مطلق بحرف قید مانند کشتی و شستی ساتوین مطلق بخروج مانند بحریم و نہریم آٹھوین مطلق بخروج و مزید
و نائرہ مانند آوردیشان بردیشان نوین مطلق بتاسیس و خروج و مزید مانند یافتیست تافتیست
دسوین مطلق بتاسیس و خروج و مزید یافتمش تافتمش علی ہذا القیاس مطلق بتاسیس یا دخیل کے
لئے نظر بحروف مابعد روی تین لقب ہین مانند جاکست و ماکست جاکستم ماکستم جاکستمش
ماکستمش اور مطلق بحروف مرکب کے بھی تین لقب ہین اور مطلق بحروف مفرد کے بھی تین اور
مطلق بحرف قید کے بھی تین ہیں تمام القاب باعتبار اوصاف روی مطلق چوبیس ہین اور جب
ان القاب کو چھ لقب سے کہ اوصاف روی مقید کے اعتبار سے ہین جمع کرتے ہین تو تیس ہوتے ہیں
اور ان مین سے دس لقب تاسیس تنہا و تاسیس یا دخیل تنہا کے متعلق ہین اور اگر انکو
متبہر رکھین تو بیس لقب رہتے ہین چنانچہ کتابون مین لکھے ہوئے ہین بعضے ان قوافی ملقبہ
کو انواع قوافی کہتے ہین اور بعضے اصناف قوافی و لا مشاحۃ فی الاصطلاح اور انواع قافیہ
باعتبار تقطیع پانچ ہین سے متراوف ہو آنکہ متواتر و دیگرے متدارک متراکب متکاوس ستمبرہ بعضے
انکو القاب قوافی اور بعضے حدود قوافی کہتے ہین بالجملہ متراوف وہ قافیہ ہے کہ اسکے آخر مین بحسب
تقطیع دو حرف ساکن برابر آئین چنانچہ بیت معما مین باسم شہاب مولانا عطاء اللہ نے فرمایا ہے

مثال آہستہ و بستہ وغیرہ مین گذرا اور تغیر اس حذو کا کہ حرکت ماقبل ردف ہی دو طرح
ہوسکتا ہے اول یہ کہ وہ دونون قافیون مین حذو مختلف ہو جیسا کہ داد و بیداد اسوقت لازم ہے کہ ردف بھی
مختلف ہو جاوے دوسرے یہ کہ ایک قافیہ مین حذو ہو اور دوسرے مین نہو جیسے دور و دُور اور سمجھنا
چاہیے کہ جیسا تغیر حذو کا اشباع وغیر اشباع مین ہوتا ہے اور یہ بسبب اختلاف ردف کا ہے بطریق معروف
و مجہول مانند زور و زُور و شیر و شِیر جیسا کہ گذرا اسیطرح تغیر توجیہ کا اشباع وغیر اشباع مین ہوتا ہے
اور یہ بسبب اختلاف روی کا ہے بطریق معروف و مجہول مانند ابرو و نیکو اور اختلاف حذو کا حرف
قید کے ساتھ جیسا کہ وشت زشت و پشت خاقانی سے ؎ برخم شدہ آفتاب از بہشت و شناع
وین دریدہ چون طشت ؎ اقوا لغت مین زاد راہ کا تمام ہوچکنا ہے چونکہ یہ عیب غالبا اس سبب سے
ہوتا ہے کہ زاد شاعر کہ قافیہ صحیح تھا تمام ہوچکا اقوا نام رکھا اکفا تبدیل روی اس حرف سے کہ جو مخرج
مین اسکے قریب ہو جیسا کہ صباح سیاہ احتیاط اعتقاد شک سگ شنگی سنگی چپ طرب اسپ کسب
وغیر ذالک سعدی سے ؎ کسان اورم واد و تشریف و اسپ ؎ طبیعی منت اخلاق نیکو نہ کسب ؎
سے ؎ روزگار سے کن ورین کار احتیاط ؎ زانکہ جز بر تو ندارم اعتقاد ؎ یہ نہایت ناپسند ہے اور روی کو
ایسے حرف سے بدلنا کہ جو اسکا قریب المخرج ہو بایہ اعتبار سے ساقط ہے مگر شمس قیس نے لکھا ہے
کہ جو نظم ایسی ہو وہ نظم نہین اور لغت مین اکفا مقصود سے منھ پھیرنے کو کہتے ہین چونکہ یہ عیب
اس سبب سے ہوتا ہے کہ شاعر مقصود سے کہ اتحاد روی ہے اعراض کرتا ہے اکفا نام رکھا ایطا
اعادہ کرنا قافیہ کا اور وہ دو طرح پر ہے جلی و خفی جلی تکرار ایک معنے ظاہر مین ہے جیسا کہ بیمار
و نیکوتر جانا یار اور اسی قسم مین سے نون مصدر کا ہے جیسا کہ گفتن و شنیدن اور حرف جمع جیسا کہ
یاران و دوستان اور الف و تا صفات و صناعات و کائنات کا اور الف و ہا لالہا و غنچہا اور تا
و نون صفت کا خندان و گریان مین اور یائے تنکیر و وحدتی و مردی مین اور دال استقبال دہد و برد
اور نون تخصیص زرین و سیمین مین بالجملہ ایک یا زیادہ حرف جو آخر ابیات مین صرف ایک معنی مین مکرر
آوے قبیل ایطاء جلی سے ہے اور یہ عیب فاحش ہے لازم نہین کہ بنا قافیہ کی اسپر رکھین ہان اگر
قصیدہ چالیس بیت سے زیادہ کا ہے تو ایسا دو تین جگہ جائز ہے اور قدما کہتے ہین کہ اس قافیہ
کی تکرار قطع اور غزل مین ستائیس بیتون کے بعد اور قصیدہ مین بارہ یا چودہ بیت کے بعد روا ہے

اور متاخرین کہتے ہین کہ تکرار روا ہی نہین مگر جبکہ بہت ابیات کا فاصلہ درمیان مین ہو اور اشعار
مشہورہ جن مین ایطار جلی ہے یہ ہین ؎ دل ہر ابرده تجیب اوست ؛ دیده آئینه دار طلعت
اوست ؛ تو و طوبے و ما و قامت یار ؛ فکر ہر کس بقدر ہمت اوست ؛ منکه سر بنیادرم بدو گوئی
گردنم زیر بار منت اوست ؛ دور مجنون گذشت و نوبت ماست ؛ ہر کرا پنج روز نوبت اوست
گر من آلوده دامنم چه عجب ؛ ہمه عالم گواه عصمت اوست ؛ منکه باشم دران حرم که صبا ؛ پرده دار
حریم حرمت اوست ؛ فقر ظاہر مبین که حافظ را ؛ سینه گنجینه محبت اوست ؛ اسیطرح کا ایک مطلع
ایک ظریف نے کہا ہے ؎ در لباس سیه آن دلبر شیرین حرکات ؛ چشمه آب حیات ست نہان ظلمات ؛
ایطاء جلی سے پرہیز کرین اور اگر حاجت پڑے تو اتنی فاصلہ سے لائین کہ تکرار ظاہر نہو اور اگر اور قافیہ نہ ملے
اور بعض ہے اس قافیہ مین بندہ جائین تو خیر اور ایطار لغت مین کسیکو اسپر آماده کرنا ہے کہ وہ کسی چیز پر پانون رکھے
چونکہ یہ قافیہ عیب کی جہت سے پامال و مبتذل ہے ایطا نام رکھا اور محققین کے نزدیک شایگان وہ قافیہ ہے
کہ جسمین ایطار جلی ہو جیسا کہ بساطی کی اس بیت مین ہے ؎ دل شیشه و چشمان تو ہر گوشه برندش ؛ مستند مبادا
کہ بناگه شکنندش ؛ شمس قیس کا قول ہے کہ جس قافیہ مین روی اصلی نہین شایگان ہے جیسا کہ گفتن کردن و کنند
و دہند اور کہتے ہین کہ عام شاعر شایگان اس قافیہ کو کہتے ہین کہ جسمین الف نون جمع کا مستعمل ہو مثل
یاران و دوستان اور کہتے ہین کہ شایگان لغت مین اس چیز کو کہتے ہین جو ڈھیرون ہو مثلا گنج شایگان
اس گنج کو کہتے ہین کہ جو بہت ہو اس سبب سے قافیہ مکرر کو شایگان کہنا روا ہے اور شمس قیس نے
یہی کہا ہے کہ شایگان بیکار کو کہتے ہین چنانچہ شہلائی نے کہا ہے ؎ مفرمائے درویش را
شایگان ؛ اس صورت مین وجہ تسمیہ شایگان ظاہر ہے **ایطاء خفی** وہ ہے کہ جسمین
بظاہر تکرار نہو جیسا کہ آب گلاب و دانا و بینا و تابنده و کشته کہ کثرت سے ہو اکثر شاعرون کے نزدیک
جائز ہے لیکن اولی یہی ہے کہ اس قسم کے قافیہ تم پہلو نہون اور بعضے تکرار لفظ ما و ما کو جائز رکھتے ہین
چونکہ یہ بے اور ہم بے ترکیب کچھ معنی نہین مانیتی اور تکرار ظاہر نہین اور جو تکرار کہ نفی و اثبات مین ہے
مثل نرفت و برفت باتفاق عیب فاحش ہے اور بعضے کہتے ہین کہ لفظ ترا و مرا کہ اسمین ایطاء خفی ہے
لازم نہین کہ بنا شعر کی اسی پر رکھے جائے جیسا کہ قانی نے کہ شعراء معتبر قدیمہ سے ہے کہا ہے ؎
نہ ملاحت و آہستگی و شرم ترا است ؛ ہمه ملامت و آشفتگی و عشق مرا است ؛ مرا نشاط قرین ہست

تا تو یار منی ؛ ولا بیار تو منی بہ از تنشا طکر است ؛ اسکا فساد ظاہر ہے کیونکہ تکرار الفاظ میں ہے اور ا
معنی میں اور ماقبل کی ترکیب ظاہر ہے عیوب قافیہ غیر ملقبہ سمجھنا چاہئے کہ قافیہ دو قسم
معمول و غیر معمول غیر معمول وہ ہے کہ بلا تصرف قابل اسکے ہو کہ قافیہ ہو جاوے اور معمول وہ ہے کہ
بواسطہ تصرف قابل قافیہ ہو اور تصرف کی دو صورتیں ہیں اول یہ کہ تصرف ترکیب میں ہو جیسا
من از زمانہ بوصل بتان شدم خرسند ؛ فغان کہ اہل زمان آن ہم از برم ببرند ؛ اسطرح کا قافیہ
اگر بغیر ضرورت ایکبار لائیں تو تھوڑا سا عیب رکھتا ہے اور مکرر لائیں تو اگرچہ ضرورتاً کیوں نہو
ایطاء جلی ہے دوسرے یہ کہ لفظ کے دو حصہ کر کے ایک حصہ قافیہ اور دوسرا ردیف قرار دیں اسکو
معمول تحلیلی کہتے ہیں جیسا کہ اس رباعی میں ہے ہر چند زد ہر بامرادی وارم ؛ لیکن ہم عشق تو شاد
وارم ؛ ای دل چو غم ہست ہجر و شادیست وصال ؛ شادی کن و غم ہجر کہ با و یارم ؛ قدما اسکو عیب اور
متاخرین صنعت سمجھتے ہیں پر عیب سے تو خالی نہیں اور ایک تحریف کلمہ ہے یعنی اگر اشارہ کر دیتے
عیب ظرافت سے بدل جاتا ہے جیسا کہ سید عماد الدین ہمسوی نے دوسری بیت میں کہا ہے بروز تیر
معرفت ہای پر از ریو ؛ مرا مکن ای شیخ کالیو ؛ غلط کردم درین صورت کہ گفتم ؛ ز سخندان نگار خورشید
راسیو ؛ ایک اختلاف روی ہے ظہور و خفا میں جیسا کہ قطعہ فتاحی میں ہے نقش بتان معنی پیدا
از زبانم ؛ ہر بیت من نگہ کن بت در میان او وہ ؛ ہر روز دہ قلم مانند چون شمع زندہ نامم ؛ منگر کہ ہست
یحیی زندہ میان وو وہ ؛ مصرع ثانی میں وہ سے حرف یا مراد ہے یعنی جب لفظ بت میں یے لاوینگے بیتی
ہوجاویگی اور مراد زندہ سے لفظ حی یعنی جب حی کو دو یا میں لاوینگے یحیی ہو جاویگا ظاہر ا ئین ہی حرف
روی قافیہ بیت اول میں ظاہر اور بیت ثانی میں مخفی ہے اور ایک غلو ہے یعنی روی ساکن کے ساتھ روی
متحرک کا جمع کرنا جیسا کہ ع صلاح کار کجا و من خراب کجا ؛ ببین تفاوت رہ از کجا ست تا بکجا اور وصل کو
ایک جگہ ساکن اور ایک جگہ متحرک کرنا جسکو تعدی کہتے ہیں جیسا کہ زارم دار و خوارم دار اسیطرح سوائے
اقوا رعایت نکرنی تکرار باقی حرکات کی جنکی تکرار واجب ہے اور کبھی قافیہ شعر کو متغیر کر دیتی ہیں زیادتی
یا نقصان یا اختلاف حرف ردف سے جسکی رعایت واجب ہو سوائے سناد و اکفا اس صورتوں میں اگر
اشارہ کر دیں تو عیب نہیں رہتا جیسا کہ شیخ آذری نے ایک قصیدہ میں جسکا مطلع ہے کہا ہے
نماز شام کہ از گردش قضا و قدر ؛ ز بام چرخ برافتادہ خسرو خاور ؛ بعد چند بیت کے کہا ہے بنای

قافیہ را یک الف زیادہ کنم ؛ بشرط آنکہ نگیرند خردہ اہل ہنر ؛ سوال کردم ازان نور دیدۂ ابرار ؛
کہ ای بذات تو آوردہ کائنات اقرار ؛ فی الجملہ جس عیب کو جتا دیتے ہیں وہ عیب نہیں رہتا

بیان حاجب و ردیف حاجب مراد اُس کلمہ یا بیشتر از کلمہ سے ہے کہ تلفظ میں مستقل ہو اور
قافیہ اصل سے پہلے ایک معنی میں مکرر آوے یا آکا اور کچھ اُس حکم میں مستقل ہو مستقل کی مثال میں
لفظ یار کا اس رباعی میں ہے عطائی سے ہرچند رسد ہر نفس از یار غمی ؛ باید نشنود رنجہ دل از یار دمی ؛
تا فہم کہ چونیک بنگری آن غمہا ؛ از جانب او ہست اگر از یار کمی ؛ مثال اُسکی کہ جو اس حکم میں مستقل ہے
جیسا کہ لفظ در اس بیت کے دوسری مصرع میں سے زدہ ہجر تو آتشم در جان ؛ بسوخت جانم و دل
کن در جان ؛ اور اگر حاجب دو قافیوں میں واقع ہو تو بہت اچھی بات ہے جیسا کہ اس رباعی میں
امیر معزی کہتے ہیں سے ای شاہ زمین بر آسمان داری تخت ؛ سست است عدو تا تو کمان داری سخت ؛
حملہ سبک آری و گران داری لخت ؛ پیری تو بتدبیر و جوان داری بخت ؛ جس شعر میں حاجب ہوتا ہے اُسکو
محجوب کہتے ہیں رعایت حاجب کی بھی واجب ہے اور حاجب لغت میں پردہ دار کو کہتے ہیں چونکہ کلمہ حاجب
پیش از قافیہ واقع ہوا گویا اسکا پردہ دار ہے اس سبب سے حاجب نام رکھدیا اور ردیف بقول مشہور
عبارت اُس کلمہ یا بیشتر از کلمہ سے ہے کہ تلفظ میں مستقل ہو اور بعد از قافیہ اصلی ایک معنی میں مکرر آوے
جیسا کہ لفظ بگشاید اس مطلع میں سے چہ بہشتی ست کہ آن بند قبا بگشاید ؛ در فردوس بروی دلہا
بگشاید ؛ اور جائز ہے کہ تمام بیت ردیف و قافیہ ہو جامی سے در غم ہجر و دل بدیدار تو خوش ؛ تن در غم ہجر
و دل بدیدار تو خوش ؛ تا کی چشم ہر شب حسرت ریزش ؛ اندر غم ہجر و دل بدیدار تو خوش ؛ خواجہ نصیر الدین
طوسی کے نزدیک ردیف میں تکرار لفظ معتبر ہے نہ تکرار معنی اور یہ قول صحیح ہے سے زچشم بد رخ خوب ترا خدا حافظ ؛
ز درد جملہ نکوئی بجامی ما حافظ ؛ اور خواجہ کے نزدیک استقلال لفظ بھی ردیف کے لئے شرط نہیں کیونکہ
کہتے ہیں کہ جو کچھ بعد از روی و وصل آویگا ردیف کے حساب میں سمجھا جائیگا یہانتک کہ اگر
…ل متحرک ہے تو وہ بھی داخل ردیف ہے اور یاد رہے کہ ردیف اہل عجم کا ایجاد ہے عرب اگر ردیف
…ر میں لائیں گے تو عجم کا تتبع ہے اور ردیف کا اختلاف لفظاً کسیطرح جائز نہیں مگر اُس صورت میں
…بارہ کر دیا جائے جیسا کہ کمال اسمعیل نے کیا ہے سپیدہ دم کہ نسیم بہار می آید ؛ نگاہ کردم
…م کہ یار می آید ؛ بہر فال زماضی شدم باستقبال ؛ بکہ بر انام چنین خوشگوار می آید ؛ نہ می رسیدہ بجانے کہ

پیش خاطر قوی: همہ نہان ببہر آشکار می آید۔ جس شعر میں ردیف ہوتی ہو اُسکو مردف کہتے ہیں
اور ردیف لغت میں وہ شخص ہو کہ جو کسی اور شخص کے پیچھے سوار ہو چونکہ ردیف کا حال
قافیہ کے سبب سے اُسی شخص کا سا ہے اسکا نام ردیف رکھا السلام علے من اتبع الہدےٰ

خاتمۃ الطبع

نتیجہ افکار مولوی حسین احمد صاحب مصحح مطبع اودہ اخبار

الحق سبب تالیف کلام کا حمد وافر ملک العلام ہی اور موجب وصل مزید برکات کا نعت ابسط
خیر الانام ہی من بعد اوہرا ہے سلیم صغیر و کبیر پر خوانان میدان قافیہ سنجی و سخنوری اور قطع کنندگان
عرصۂ عریض و طویل معنی پروری کے کہ طبع مستدرک سریع الخروج انکی فاصلہ دو دائرہ ہوتے
ہفت افلاک کو بیک وقف نگاہ روا روی سے طی کرتی ہی واضح و متقارب ہو کہ اس زمانہ قریب میں
ایک رسالہ جدید نادر نایاب بیان ارکان و اصول فن قافیہ میں انتخاب عروس زیبا شکل شمائل
روح رواں موسوم بہ گنج شایگان کہ بظاہر جسکے قبض و تصرف میں خزانہ شعر و یہ زبان ہی
اور بقید باطن لطافت معنوی کے راہ سے ہم ردیف و ہمقافیہ الطافی جلے کی طرف
اشارت انگیز فن ہی تصنیف و تالیف شاعر بیمثال عدیم النظیر کہ جسکے نائرہ روشن بیانی کی
شمع طلاقت لسانی سخنوران زمانہ گل ہی و ذہن استعداد سخن سنج باکمال ماہر جزو کل ہر سخن آفرین
شیرین زبان فخر شعرای جہان منشی حسیب الدین احمد صاحب متخلص بہ سوزان
مطبع نامی گرامی منشی نولکشور صاحب دام اقبالہ میں بمقام لکھنؤ ماہ مارچ سنہ ۱۸۸۴ع
مطابق ماہ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۰۱ھ چہرہ آرای طبع ہوے

۱۳۷۴۴